# آنحضورؐ کی عملی زندگی

(از مولوی محمد اسید صاحب اسد کھرایاں دربھنگوی متعلم جامعہ رحمانیہ)

لوگ اس بات سے اچھی طرح واقف ہیں کہ دنیا میں چکنی چپڑی باتوں، مفید اور کارآمد نصیحتوں اور بہتر سے بہتر تعلیموں کی کمی نہیں، ہاں کمی جس چیز کی ہے وہ عمل اور کام ہے، موجودہ ادیان کے بانیوں کی سیرتوں کی تمام کتب و تواریخ مطالعہ کر جاؤ اس میں دلچسپ باتیں ملیں گی۔ دل مضطر کو مسرور کرنے والی حکایتیں دیکھنے میں آئیں گی، خطیبانہ بلند آرائیاں اور تقریر کا زور و شور فصاحت و بلاغت کا منظر دیکھنے میں آئیگا، موثر تمثیلیں اور ظاہری گریہ و بکا تھوڑی دیر کیلئے قلب کو متحرک کر دینگی مگر جو چیز نظر نہ آئے گی وہ عمل، کام، اور اپنے بتائے ہوئے احکام و نصائح آپ برت کر دکھانا ہے۔

**آپؐ کے اخلاق**:- دوستو! کلام پاک کے علاوہ اور کس مذہب کی کتاب نے اپنے شارعوں کے بارے میں یہ کھلی شہادت دی ہے کہ وہ اپنے عمل کے اعتبار سے بھی بدرجہا اتم اور بلند انسان تھا۔ لیکن کلام الٰہی نے صاف کہا اور دوست دشمن کے ازدحام میں علی الاعلان کہا۔ وَاِنَّ لَكَ لَاَجْرًا غَيْرَ مَمْنُوْنٍ ۝ وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ ۝ (قلم) ترجمہ۔ اے محمدؐ یقیناً آپ کا اجر غیر منتہی ہے اور اس میں کوئی شبہ نہیں کہ آپ اعلیٰ ترین اخلاق والے ہیں۔ اس آیت کے دو جز میں پہلی میں آپ کے اجر کے نہ ختم ہونے کا دعویٰ ہے اور دوسرے میں آپ کے اخلاق کو دلیل میں پیش کیا گیا ہے کہ آپ کے اخلاق و اعمال خود اس بات پر شاہد ہیں کہ آپ کا اجر نہ ختم ہو۔

تم نے حریفوں کو پیار کرنے کی نصیحت بارہا سنی ہوگی۔ لیکن اس کا عملی منظر نہیں دیکھا ہوگا۔ آؤ مدینہ کی سرکار میں میں تم کو اس کا عملی نقشہ دکھاؤں۔

**ابوسفیان** کون ہے وہی ابوسفیان جو بدر، احد، خندق وغیرہ لڑائیوں کا افسر تھا جس نے بہت سے مسلمانوں کو تہ تیغ کیا تھا جس نے کئی مرتبہ ذات اقدس کے قتل کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ جو ہر موقع پر اسلام کا سخت ترین دشمن ثابت ہوا۔ لیکن فتح مکہ سے قبل جب حضرت عباسؓ کے ہمراہ دربار اقدس میں حاضر ہوا۔ تو گو اس کا ہر جرم اس کے قتل کا مشورہ دیتا ہے مگر پیکر رحمت ابوسفیان سے یوں ہم کلام ہوتا ہے۔ یہ ذرا کا مقام نہیں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) انتقام کے جذبہ سے بلند تر ہیں پھر حضور نہ صرف اس سے درگذر فرماتے ہیں بلکہ یہ بھی ارشاد فرماتے ہیں، من دخل دار ابی سفیان کان امنا (جو ابوسفیان کے گھر میں چلا جائیگا وہ امن میں رہیگا)

**حضرت حمزہؓ** کا قاتل (وحشی بن حرب) فتح طائف کے بعد کہیں فرار ہو جاتا ہے جب وہ مقام بھی قبضہ میں آجاتا ہے تو کوئی دوسری جائے پناہ نہیں ملتی، لوگ کہتے ہیں وحشی تم نے ابھی محمدؐ کو پہچانا نہیں۔ تمہارے لئے خود آستانہ محمدؐ سے

بڑھکر کوئی دوسری جائے امن نہیں۔ وحشی حاضر ہوتا ہے حضور دیکھتے ہی آنکھیں پست کر لیتے ہیں۔ جاں نثار چچا کی شہادت کا منظر سامنے آجاتا ہے۔ آنکھیں اشکبار ہو جاتی ہیں، قاتل سامنے موجود ہے مگر صرف یہ کلمہ منہ پر آتا ہے " وحشی! کیا یہ تم سے ہو سکتا ہے کہ تم میرے سامنے نہ ہوا کرو؟

غزوۂ نجد سے واپسی کے وقت آپ تنہا ایک درخت کے سایہ میں آرام فرما رہے ہیں دوپہر کا وقت ہے پسینہ میں غرق ہیں تلوار مبارک درخت سے لٹک رہی ہے صحابہ ادھر ادھر درختوں کا سایہ لے رہے ہیں۔ ایک بدو ثمامہ نامی اسوقت سیدھا آپ کے پاس آتا ہے درخت سے آپ کی تلوار اتار کر نیام سے باہر نکال لیتا ہے کہ حضورؐ نیند سے بیدار ہو جاتے ہیں وہ تلوار کو حرکت دیکر دریافت کرتا ہے مَنْ یُنْجِیْکَ مِنِّیْ یَا مُحَمَّدُ ( اے محمدؐ اسوقت تم کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے؟) آپ نہایت اطمینان سے جواب دیتے ہیں اللہ۔ اس غیر متوقع جواب کو سنکر وہ مرعوب ہو جاتا ہے اور تلوار اس کے ہاتھ سے زمین پر گر جاتی ہے آپ فوراً اٹھا کر فرماتے ہیں۔ مَنْ یُنْجِیْکَ مِنِّیْ یَا ثُمَامَہ (اب تمہیں مجھ سے کون بچائیگا اے ثمامہ!) وہ آپ کے عفو و حلم کو جواب میں پیش کرتا ہے پھر آپ اس سے کوئی تعرض نہیں فرماتے۔

لوگو! طائف کو جانتے ہو وہ طائف جس نے مکہ کے دور مظالم میں آپ کو پناہ نہیں دی، جس نے آپ کی بات بھی سننی نہیں چاہی۔ جہاں کے سردار عبد یالیل بن عمر کے رشتہ داروں نے آپ کا مذاق اڑایا۔ چھوٹے چھوٹے لڑکوں کو آپ کے پیچھے لگا دیا، شہر کے اوباشوں نے آپ کے پیچھے تالیاں بجانی شروع کیں اور پتھر برسانے شروع کئے۔ یہانتک کہ زخمی ہو گئے جوتیاں خون سے لبریز ہو گئیں۔ جب آپ پریشان ہو کر آرام فرمانے لگتے تو یہ شریر آپ کا بازو پکڑ کر اٹھا دیتے، جب آپ چلنے لگتے تو پھر پتھر کی بوچھاڑ کر دیتے آنحضرتؐ کو اس دن اسقدر تکلیفیں اٹھانی پڑیں کہ نو برس گذر جانے کے بعد حضرت عائشہؓ نے دریافت کیا کہ یا رسول اللہ اثنائے تبلیغ میں سب سے سخت دن آپ پر کون آیا ہے تو آپ نے اسی طائف کا نام لیا۔ ۸ھ میں مسلمانوں کی فوج اسی طائف کا محاصرہ کرتی ہے۔ کئی دنوں تک محاصرہ جاری رہتا ہے۔ قلعہ فتح نہیں ہوتا کتنے مسلمان شہید ہوتے ہیں آپ واپسی کا ارادہ کرتے۔ مسلمانوں کی جرار فوج نہیں مانتی۔ طائف پر بددعا کی درخواست کرتے ہیں آپ کا دست مبارک اٹھتا ہے مگر کیا فرماتے ہیں خداوندا اہل طائف کو راہ راست پر لا۔ اور اسکو اسلام کے آستانہ پر جھکا۔ مسلمانو! یہ کس شہر کے حق میں دعائے خیر ہے وہی شہر جس نے آپ پر پتھر برسائے تھے۔ آپ کو خون سے شرابور کیا تھا آپ کو پناہ دینے سے انکار کیا تھا۔

ہند ابو سفیان کی بیوی، وہ ہند جو معرکۂ احد میں اپنی سہیلیوں کے ہمراہ اپنے گانے سے قریش کے لشکروں کی ہمت بڑھاتی ہے، جو آپ کے عزیز ترین چچا حضرت حمزہؓ کی لاش کے ساتھ بے ادبی کرتی ہے ان کے سینہ مبارک کو شق کرتی ہے، ان کے ناک کان کاٹ کر اپنا طوق بناتی ہے، کلیجہ نکالکر چباتی ہے جنگ کے اختتام میں حضورؐ اس سانحہ کو دیکھکر لرز جاتے ہیں، وہ فتح مکہ کے روز نقاب پوش سامنے آتی ہے اور یہاں بھی گستاخانہ حرکت سے باز نہیں آتی، لیکن حضورؐ پھر بھی

کوئی عتاب نہیں فرماتے۔ حتیٰ کہ یہ بھی دریافت نہیں فرمایا کہ تم نے یہ کیوں کیا؟ رحمت عالم کی اس معجزانہ مثال کو دیکھکر پکار اٹھتی ہے۔ اے محمدؐ آج سے پہلے تمہارے دربار سے زیادہ مبغوض میرے نزدیک کوئی دربار نہ تھا، لیکن آج تمہارے دربار سے بڑھکر کوئی دربار محبوب نہیں،

ہبار بن اسود وہ شخص ہے جو ایک حیثیت سے آپ کی صاحبزادی حضرت زینبؓ کا قاتل ہے۔ علاوہ ازیں اور بھی کئی شرارتوں کا ارتکاب کر چکا ہے فتح مکہ کے موقع پر اس کو قتل کی اجازت دیدیجاتی ہے۔ وہ ارادہ کرتا ہے کہ بھاگ کر ایران چلا جائے۔ لیکن کچھ تفکر کے بعد دربار نبوی میں حاضر ہوتا ہے اور کہتا ہے میں بھاگ کر ایران چلا جانا چاہتا تھا لیکن پھر مجھے حضورؐ کا رحم و کرم حلم و عفو خیال آیا، میں حاضر ہوں۔ میری شرارتوں کی جو اطلاعیں آپ تک موصول ہوئی ہیں وہ سب درست ہیں۔ اتنا سنتے ہی آپ کی رحمت جوش میں آتی ہے اور دوست و دشمن کا فرق سامنے سے محو ہو جاتا ہے۔

قریشی اعلان شائع ہوتا ہے کہ جو محمدؐ کا سر کاٹ کر لائیگا اس کو سو اونٹ انعام دئیے جائیں گے۔ سراقہ اس انعام کے حصول میں مسلح ہو کر آپ کے پیچھے گھوڑا اڑاتا ہے جب وہ قریب پہنچتا ہے حضرت صدیقؓ گھبرا جاتے ہیں۔ اور حضورؐ دست بدعا ہوتے ہیں جس کے اثر سے تین دفعہ گھوڑے کے پاؤں دھنس جاتے ہیں۔ سراقہ تیر دکھاتا ہے۔ ہر مرتبہ صدا آتی ہے کہ تمہاری سعی بیکار ہے۔ سراقہ واپسی کا ارادہ کر لیتا ہے، حضورؐ کو آواز دیکر امن کی درخواست کرتا ہے، کہ جب آپ کو خدا قریش پر غلبہ دے تو مجھ پر کچھ عتاب نازل نہ ہو۔ آپ اس کی درخواست قبول کر لیتے ہیں۔ فتح مکہ کے بعد یہ بھی نہیں پوچھتے کہ سراقہ تمہارے اس دن کی خطا کی کیا سزا ہو۔

ایک یہودی عالم نے جب حضورؐ کو تقاضائے قرض میں اسقدر تنگ کیا کہ ظہر کی نماز سے لیکر فجر تک آپ کا ساتھ نہ چھوڑا تو صحابہؓ نے اس کو سخت دھمکیاں دیں، لیکن آپ نے فرمایا خدا نے مجھے کسی ذمی پر ظلم کرنے کی اجازت نہیں دی ہے دن چڑھا تو زیور اسلام سے مزین ہو گیا اور کہا کہ شطر مالی فی سبیل اللہ میرا نصف مال خدا کی راہ میں صدقہ ہے اس سختی سے میرا صرف یہ مقصد تھا کہ توراۃ میں آپ کے جو اوصاف مذکور ہیں ان کا تجربہ کروں۔

آپ خیبر جاتے ہیں وہاں لڑائیاں ہوتی ہیں شہر قبضہ میں آتا ہے ایک یہودیہ دعوت دیتی ہے آپ بلا پس و پیش قبول کر لیتے ہیں یہودیہ جو گوشت پیش کرتی ہے اس میں زہر ملا ہوتا ہے آپ گوشت کا ٹکڑا منہ میں رکھتے ہیں کہ آپ کو اس شرارت کی اطلاع ہو جاتی ہے، یہودیہ بلائی جاتی ہے وہ اپنے قصور کا اعتراف کرتی ہے۔ لیکن عفو عام کے دربار سے اس کو کوئی سزا نہیں ملتی۔ حالانکہ اس زہر کا اثر آپ کو اسکے بعد عمر بھر محسوس ہوتا رہا۔

بعث رسول اللہ خیلا قبل نجد فجاءت برجل من بنی حنیفۃ یقال لہ ثمامۃ بن اثال فربطوہ بساریۃ فخرج الیہ رسول اللہ فقال ماذا عندک یا ثمامۃ قال عندی یا محمد خیر ان تقتل تقتل ذا دم وان تنعم تنعم علی شاکر وان کنت ترید المال فسل تعط منہ ما شئت فترکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الحدیث (مسلم) یعنی ثمامہ بن اثال

قید ہوکر آئے تھے لیکن جب آپ نے ان کو بلا شرط و بلا معاوضہ رہا کر دیا تو انھوں نے فوراً کلمہ توحید پڑھکر اسلام قبول کرلیا اور ان کا دل اسلام، والی اسلام اور مدینۃ السلام کی محبت سے معمور ہوگیا۔

مکہ جب فتح ہوا تو حرم کے صحن میں آپ نے خطبہ دیا پھر خطبہ ختم ہونے کے بعد آپ نے مجمع پر نظر ڈالی تو جباران قریش مفتوحانہ کھڑے تھے ان میں وہ بھی تھے جن کی زبانیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر گالیوں کے بادل برسایا کرتی تھیں، وہ بھی تھے جن کی تیغ وسنان نے پیکر قدسی کے ساتھ گستاخیاں کی تھیں، وہ بھی تھے جو اسلام کے مٹانے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا چکے تھے، وہ بھی تھے جنھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے راستہ میں کانٹے بچھائے تھے، وہ بھی تھے جنھوں نے آپ پر پتھر پھینکے تھے وہ بھی تھے جو وعظ کے وقت حضورؐ کی ایڑیوں کو لہولہان کر دیا کرتے تھے، وہ بھی تھے جو آپ کو جھٹلایا کرتے تھے، وہ بھی تھے جو آپ کی ہجو کیا کرتے تھے، وہ بھی تھے جنھوں نے آپ کے عزیزوں کا خون ناحق کیا تھا، ان کے سینے چاک کئے تھے، اور ان کے دل وجگر کے ٹکڑے کئے تھے وہ بھی تھے جو غریب مسلمانوں کو ستاتے تھے ان کے سینوں پر اپنی جفاکاری کی آتشیں مہریں لگاتے تھے۔ ان کو جلتی ریتوں اور پتھروں پر لٹاتے تھے، دہکتے ہوئے انگاروں سے ان کے بدن کو داغتے تھے، آج یہ سب مجرم سرنگوں سامنے تھے، پیچھے دس ہزار خون آشام تلواریں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک اشارہ کی منتظر تھیں۔ دفعۃً زبان مبارک گویا ہوتی ہے، قریش! بتاؤ آج میں تمہارے ساتھ کیا برتاؤ کروں، یہ لوگ اگرچہ ظالم تھے، شقی تھے، بیرحم تھے، لیکن مزاج شناس تھے چیخ اٹھے کہ اَنْتَ اَخٌ کَرِیْمٌ وَابْنُ اَخٍ کَرِیْمٍ تو ہمارا شریف بھائی اور شریف بھتیجا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے آج میں وہی کہتا ہوں جو یوسف علیہ السلام نے اپنے ظالم بھائیوں سے کہا تھا لَا تَثْرِیْبَ عَلَیْکُمُ الْیَوْمَ آج کے دن تم پر کوئی الزام نہیں اِذْهَبُوْا فَاَنْتُمُ الطُّلَقَاءُ۔ جاؤ تم سب آزاد ہو۔ کفار مکہ نے تمام مہاجرین کے مکانات پر قبضہ کرلیا تھا اب وہ موقع تھا کہ انکو انکے حقوق دلائے جاتے لیکن آپ نے مہاجرین کو حکم دیا کہ وہ بھی اپنی مملوکات سے دست بردار ہو جائیں۔

رؤسائے عرب میں دس شخص تھے جو قریش کے سرتاج تھے ان میں صفوان بن امیہ جدہ بھاگ گئے۔ عمیر بن وہب نے آنحضرت کی خدمت میں آکر عرض کیا کہ رئیس عرب مکہ سے جلاوطن ہوا جاتا ہے آپ نے علامتِ امان کے طور پر اپنا عمامہ عنایت فرمایا، عمیر جدہ جاکر ان کو واپس لائے یہ حنین کے معرکہ تک مشرف بہ اسلام نہیں ہوئے۔

یہ تھے حضورؐ کے اخلاق جس کو میں نے مختصراً تحریر کیا ہے۔ اگر تفصیل سے بیان کیا جائے تو ایک ضخیم کتاب تیار ہو سکتی ہے۔ انہی تمام واقعات کو مد نظر رکھتے ہوئے قرآن نے کہا۔ فَبِمَا رَحْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ لِنْتَ لَهُمْ وَلَوْ كُنْتَ فَظًّا غَلِيْظَ الْقَلْبِ لَانْفَضُّوْا مِنْ حَوْلِكَ الآیہ (آل عمران ۱۷۰) اے محمدؐ خدا کے فضل وکرم سے آپ نرم دل واقع ہوئے ہیں اگر کج اخلاق ہوتے تو یہ لوگ آپ کے گرد پھٹکتے بھی نہیں۔"

(باقی آئندہ)